OPEN ACCESS

Al-Qālam القلم

P-ISSN: 2071-8683; E-ISSN: 2707-0077
Volume 30, Issue, 2, 2025
http://alqalamjournalpu.com/

مذہبی منافرت کے سدِّباب میں جامعات کا کردار: تحقیقی مطالعہ

"The Role of Universities in Countering Religious Intolerance: A Research Study."

Hafiz Ijaz Ahmed
PhD Scholar Department of Islamic Studies, University of Okara, Okara
Dr. Abdul Ghaffar
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, University of Okara, Okara;
Hafiz Muhammad Naeem Saiful Islam
PhD Schoolar Department of Islamic Studies, University of Okara, Okara;

Abstract

KEYWORDS: Universities, Religious Intolerance, Tolerance, Interfaith Dialogue, Curriculum.

Date of Publication: 30-12-2025

In the contemporary globalized world, religious intolerance and extremism threaten social harmony and global peace, particularly through the dual impact of digital and social media. Universities, therefore, must move beyond academic instruction to promote moral integrity, tolerance, and interfaith understanding. By integrating values of mutual respect and coexistence into curricula, research, and dialogue initiatives—especially within Islamic institutions—universities can transform religious diversity into a constructive social force. This study concludes that when education is combined with moral and civic training, universities become vital agents of religious harmony, national unity, and global peace.

CC BY NC ND

اسلامی اور عالمی تناظر میں مذہبی رواداری کو ایک ناگزیر سماجی قدر کی حیثیت حاصل ہے، کیونکہ کثیر المذہبی اور کثیر الثقافتی معاشروں میں پُرامن بقائے باہمی اسی اصول پر قائم ہوتی ہے۔ جب کسی معاشرے میں فکری اور مذہبی اختلاف کو برداشت کے بجائے نفرت اور دشمنی کا سبب سمجھا جانے لگے تو نہ صرف مکالمے کی روایت کمزور ہو جاتی ہے بلکہ علمی ترقی کا عمل بھی رک جاتا ہے۔ ایسے حالات میں انتہاپسندی، تعصب اور فکری جمود کو فروغ ملتا ہے، جو معاشرتی استحکام کے لیے خطرہ بن جاتا ہے۔ اس پس منظر میں جامعات کو ایک غیر معمولی اہمیت حاصل ہے، کیونکہ یہ وہ ادارے ہیں جہاں نوجوان نسل کے افکار، رویّے اور سماجی شعور تشکیل پاتے ہیں۔ اعلیٰ تعلیمی ادارے اگر اپنے تعلیمی ڈھانچے میں وسعتِ نظر، تنقیدی سوچ اور احترامِ اختلاف جیسے اصولوں کو مؤثر انداز میں شامل کریں تو وہ مذہبی شدت پسندی اور عدم برداشت کے خاتمے میں نمایاں کردار ادا کر سکتے ہیں۔ جامعات کا علمی ماحول طلبہ کو مختلف نظریات کو سمجھنے، ان پر غور کرنے اور اختلاف کو مثبت انداز میں قبول کرنے کی تربیت فراہم کر سکتا ہے۔

عصرِ حاضر میں مذہب کو بعض اوقات سیاسی، معاشی یا گروہی مفادات کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے، جس کے نتیجے میں معاشروں میں تقسیم، بداعتمادی اور نفرت میں اضافہ دیکھنے میں آتا ہے۔ اس صورتِ حال کا مقابلہ صرف اسی وقت ممکن ہے جب تعلیمی ادارے مذہب کو ایک اخلاقی، سماجی اور انسانی قدر کے طور پر پیش کریں، نہ کہ ایک تصادمی ہتھیار کے طور پر۔ جامعات فکری توازن، سائنسی طرزِ استدلال اور تحقیقی سوچ کے ذریعے طلبہ میں یہ شعور بیدار کر سکتی ہیں کہ اختلاف انسانیت کی فطری حقیقت ہے اور اس کا حل مکالمہ، علم اور برداشت میں مضمر ہے۔ جامعات اگر علم کے ساتھ اخلاقی بصیرت اور سماجی ذمہ داری کو بھی فروغ دیں تو وہ مذہبی رواداری کے استحکام اور ایک پُرامن معاشرے کی تشکیل میں کلیدی کردار ادا کر سکتی ہیں۔

تحقیق کا بنیادی سوال:

جامعات کس طرح اپنے نصاب، تربیتی پروگرام اور اخلاقی و فکری اقدامات کے ذریعے مذہبی منافرت کے سدِّباب اور مذہبی رواداری کے فروغ میں مؤثر کردار ادا کر سکتی ہیں؟ جامعات کے نصاب اور تربیتی پروگرام مذہبی رواداری کے فروغ میں کس حد تک معاون ہیں؟ بین المذاہب مکالمہ اور تعلیمی ماحول مذہبی

منافرت کے خاتمے میں کس طرح مددگار ثابت ہوتے ہیں؟ اور جامعات میں کس نوعیت کی پالیسی اور تربیتی سرگرمیاں اس مقصد کے حصول کے لیے مؤثر ہو سکتی ہیں؟

تحقیقی مقاصد:

1. جامعات کی نصابی و تربیتی پالیسیوں کا تنقیدی و تجزیاتی مطالعہ کرنا۔
2. ین المذاہب مکالمے کے فروغ میں اعلیٰ تعلیمی اداروں کے علمی، فکری، اور عملی کردار کا تعین کرنا۔
3. مذہبی منافرت، انتہاپسندی، اور تعصب کے سدِّباب کے لیے قابلِ عمل علمی و پالیسی سفارشات مرتب کرنا۔

مذہبی منافرت:

مذہبی منافرت کسی معاشرے کے لیے زہرِ قاتل کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس سے مراد وہ منفی رویہ ہے جس کے تحت ایک مذہبی گروہ دوسرے مذہب کے پیروکاروں کو کمتر سمجھتا ہے یا ان کے ساتھ نفرت، تعصب اور امتیازی سلوک روا رکھتا ہے۔ مذہبی منافرت کی جڑیں جہالت، شدت پسندی، سیاسی مفادات اور غلط مذہبی تعبیرات میں پیوست ہوتی ہیں۔ اسلام اس رویے کی سختی سے مذمت کرتا ہے اور قرآنِ مجید میں ارشاد ہے۔

﴿لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ﴾[1]

ترجمہ: "یعنی تمہارا دین تمہارے لیے اور میرا دین میرے لیے۔"

جامعات میں اگر مذہبی منافرت کا سدباب کرنا ہے تو نصابِ تعلیم میں ایسے مضامین شامل کیے جائیں جو اختلافِ رائے کے احترام، فکری برداشت، اور انسانیت کی حرمت کو واضح کریں۔ اعلیٰ تعلیمی اداروں کو چاہیئے کہ وہ مکالمے، مباحثے اور تحقیقی سرگرمیوں کے ذریعے طلبہ کو مختلف عقائد کے ساتھ احترام سے پیش آنے کی تربیت دیں۔[2]

رواداری:

رواداری ایک ایسی سماجی قدر ہے جو معاشرتی امن اور باہمی ہم آہنگی کے لیے بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔ اسلام نے "رواداری" کو انسانی تعلقات کا مرکز قرار دیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ"۔[3]

ترجمہ: "تم میں سے کوئی شخص (کامل) مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے بھائی کے لیے وہی پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔"

رواداری کا عملی مظاہرہ اسلامی تاریخ میں اس وقت دیکھا گیا جب مدینہ منورہ میں یہودیوں، عیسائیوں اور مسلمانوں کے درمیان میثاقِ مدینہ کے ذریعے ایک پر امن معاشرہ قائم کیا گیا۔ جامعات کو چاہیئے کہ وہ اس قدر کو تعلیمی کلچر میں داخل کریں۔ بین المذاہب سیمینارز، تربیتی ورکشاپس اور مکالماتی نشستیں طلبہ کو تحمل و برداشت کی تربیت دے سکتی ہیں۔[4]

بین المذاہب مکالمہ :

بین المذاہب مکالمہ دراصل مختلف مذاہب کے ماننے والوں کے درمیان ایک علمی و اخلاقی گفتگو ہے جس کا مقصد باہمی فہم و برداشت کو فروغ دیناہے۔ قرآن کریم میں واضح طور پر کہا گیا ہے

﴿تعالوا الیٰ کلمة سواء بیننا و بینکم﴾[5]

ترجمہ: "آؤ ہم سب ایک ہی بات پر، یعنی اللہ کی عبادت اور اس کے سوا کسی کو شریک نہ کرنے پر، متفق ہو جائیں۔"

جامعات میں بین المذاہب مکالمے کے فروغ سے نہ صرف علمی وسعت پیدا ہوتی ہے بلکہ مذہبی تناؤ اور نفرت انگیزی میں کمی آتی ہے۔ ایسے مکالمے تحقیق، ریسرچ اور باہمی احترام پر مبنی ہونے چاہئیں، تاکہ طلبہ تعصب سے بالاتر ہو کر مختلف نظریات کو سمجھ سکیں۔[6]

شدت پسندی:

شدت پسندی ایک ایسا فکری رویہ ہے جو معاشرتی توازن کو بگاڑ دیتا ہے۔ یہ رویہ اس وقت جنم لیتا ہے جب کوئی فرد یا گروہ اپنے نظریے کو واحد درست سمجھتا ہے اور دوسروں پر اس کے نفاذ کی کوشش کرتا ہے۔ جامعات میں شدت پسندی کے خاتمے کے لیے فکری مباحثے، مذہبی تعلیمات کی درست تفہیم، اور سماجی خدمت کے منصوبے اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔[7]

اسلام نے ہمیشہ اعتدال کا راستہ اپنانے کی تلقین کی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

﴿وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا﴾[8]

ترجمہ: "اور اسی طرح ہم نے تمہیں ایک درمیانی (اعتدال والی) امت بنایا۔"

جامعات کا کردار:

جامعات کسی بھی معاشرے کی فکری سمت طے کرنے میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہیں۔ یہ وہ مراکز ہیں جہاں علم کے ساتھ کردار سازی بھی ہوتی ہے۔ مذہبی منافرت کے سدباب کے لیے جامعات میں ایسے کورسز متعارف کروانے چاہئیں جو مذہبی ہم آہنگی، اخلاقی تربیت، اور سماجی مکالمے کو فروغ دیں۔ اساتذہ کو بھی کردار ادا کرنا ہوگا کہ وہ اپنے لیکچرز میں توازن، برداشت اور انصاف جیسے اقدار کو فروغ دیں۔[9]

سماجی ہم آہنگی:

سماجی ہم آہنگی اس وقت ممکن ہے جب معاشرے میں انصاف، برداشت، محبت اور احترام کا کلچر فروغ پائے۔ اسلام نے ایک جامع سماجی نظام پیش کیا ہے جس کی بنیاد عدل و مساوات پر ہے۔ مدینہ کی ریاست اس کی بہترین مثال ہے جہاں مختلف مذاہب کے لوگ ایک دوسرے کے ساتھ پرامن زندگی بسر کرتے تھے۔ جامعات طلبہ میں اس سوچ کو پروان چڑھا سکتی ہیں کہ اختلاف دشمنی نہیں بلکہ سیکھنے کا موقع ہے۔[10]

نصابِ تعلیم:

نصابِ تعلیم کسی بھی قوم کی فکری، اخلاقی اور تہذیبی شناخت کی تشکیل میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ یہ محض مضامین یا درسی کتابوں کا مجموعہ نہیں بلکہ ایک ایسا فکری منصوبہ ہے جو طلبہ کے ذہن و کردار کو ڈھالتا ہے۔ جب نصاب میں مذہبی ہم آہنگی، اخلاقی اقدار اور برداشت کو جگہ دی جاتی ہے تو اس کے نتائج میں معاشرتی استحکام اور فکری اعتدال پیدا ہوتا ہے۔ اسلام نے علم کو تزکیۂ نفس اور سماجی اصلاح کا ذریعہ قرار دیا ہے، جیسا کہ قرآن میں ارشاد ہے۔

﴿يرفع الله الذين آمنوا منكم والذين اوتوا العلم درجات﴾[11]

ترجمہ: یعنی اللہ اہلِ ایمان اور علم رکھنے والوں کے درجات بلند کرتا ہے۔[12]

اسلامی تعلیمات کی رو سے نصاب کو محض معلوماتی نہیں بلکہ اخلاقی و تربیتی ہونا چاہیے تا کہ طلبہ علم کے ساتھ عمل کے جذبے سے سرشار ہوں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ وَمُسْلِمَةٍ"[13]

ترجمہ: علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔"

یعنی علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ علم کا مقصد انسان میں فکری بصیرت، اخلاقی بلندی اور سماجی ذمہ داری پیدا کرنا ہے۔ جامعات کو چاہیے کہ وہ اپنے نصاب میں ایسے مضامین شامل کریں جو برداشت، عدل و انصاف، احترامِ انسانیت، اور مکالمے کی ثقافت کو فروغ دیں۔[14]

جدید تعلیمی تناظر میں نصاب کو اس طرح تشکیل دینا ضروری ہے کہ اس میں مذہبی ہم آہنگی، امن، انسانی حقوق اور بین المذاہب تفہیم کے اصول شامل ہوں۔ موجودہ نصاب اگر محض امتحانی مواد تک محدود رہے تو معاشرہ علمی جمود اور فکری تنگی کا شکار ہو جاتا ہے۔ اس کے برعکس، وہ نصاب جو سوال اُٹھانے، غور و فکر کرنے اور تنقیدی سوچ کو فروغ دیتا ہے، طلبہ کو ایک ذمہ دار شہری بناتا ہے۔ جامعات کے لیے ضروری ہے کہ وہ نصاب سازی میں جدید تحقیقی تقاضوں کے ساتھ ساتھ اسلامی اقدار کو مرکزی حیثیت دیں۔[15]

اسلامی ریاستِ مدینہ اس بات کی عملی مثال ہے کہ جب نصابِ تربیت میں ایمان، اخلاق اور سماجی ذمہ داری کو مرکزیت دی گئی، تو ایک مثالی معاشرہ وجود میں آیا۔ یہی اصول آج کے تعلیمی اداروں میں نافذ کیے جا سکتے ہیں۔ اگر جامعات نصاب کے ذریعے برداشت، امن اور انسان دوستی کی اقدار کو فروغ دیں تو مذہبی منافرت کا خاتمہ ممکن ہے۔ اس مقصد کے لیے نصاب میں سیرتِ نبویؐ، اسلامی اخلاقیات اور بین المذاہب تعلقات جیسے مضامین کو لازمی قرار دیا جا سکتا ہے۔[16]

عصرِ حاضر میں تعلیم کا مقصد صرف روزگار نہیں بلکہ کردار سازی، سماجی استحکام، اور عالمی امن کا فروغ ہے۔ اس مقصد کے لیے نصاب کو فکری وسعت دینے، مذہبی برداشت پیدا کرنے، اور مثبت مذہبی گفتگو کو فروغ دینے کی ضرورت ہے۔ نصاب سازی میں علمائے کرام، سماجی ماہرین اور ماہرینِ تعلیم کی مشترکہ کوشش ہی ایک معتدل اور باوقار معاشرہ تشکیل دے سکتی ہے۔[17]

اخلاقی تربیت:

اخلاقی تربیت انسانی شخصیت کی تکمیل کا بنیادی ستون ہے۔ تعلیم اگر اخلاقی اقدار سے خالی ہو تو وہ صرف مادی ترقی کا ذریعہ بن جاتی ہے، روحانی یا سماجی بہتری کا نہیں۔ اسلام کے نزدیک اخلاق محض ایک سماجی ضرورت نہیں بلکہ ایمان کا جزوِلازم ہے۔ قرآن میں فرمایا گیا:

"إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ"[18]

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔"

اسلام میں اخلاق کا تعلق صرف فرد سے نہیں بلکہ معاشرے سے بھی ہے۔ تعلیم کا مقصد علم کے ساتھ کردار سازی ہونا چاہیے تاکہ فرد نہ صرف علم میں مہارت حاصل کرے بلکہ اپنے رویے، گفتار اور عمل سے بھی معاشرے میں بھلائی پیدا کرے۔[19]

نبی اکرم ﷺ نے اپنی بعثت کا بنیادی مقصد ہی اخلاق کی تکمیل قرار دیا۔ یہ اعلان اس بات کا مظہر ہے کہ اخلاقی تربیت دین کا مرکزی محور ہے۔ اگر تعلیمی اداروں میں علم کے ساتھ ساتھ اخلاقی شعور کو پروان چڑھایا جائے تو سماج میں عدل، رواداری اور محبت جیسے عناصر فروغ پاتے ہیں۔ بدقسمتی سے آج کے تعلیمی نظام میں اخلاقیات کو ایک ضمنی مضمون کے طور پر پڑھایا جاتا ہے، جب کہ درحقیقت یہ نصاب کے تمام مضامین کی روح ہونی چاہیے۔ اسلامی جامعات کو چاہیے کہ وہ اپنے طلبہ میں سچائی، امانت، عدل، بردباری اور خدمتِ خلق کے جذبات کو مضبوط کریں۔[20]

عصرِ حاضر میں اخلاقی بحران سب سے بڑی فکری و سماجی چیلنج بن چکا ہے۔ سوشل میڈیا، سیاسی تنازعات اور مذہبی انتہاپسندی نے نوجوان نسل میں برداشت اور احترام کے جذبے کو کمزور کیا ہے۔ اس کے

مقابلے میں اخلاقی تربیت وہ بنیاد فراہم کرتی ہے جو انسان کو خود شناسی، خلوص اور تحمل سکھاتی ہے۔ تعلیمی ادارے اگر اپنے نصاب میں کردار سازی کے مضامین، عملی تربیتی سرگرمیوں اور کمیونٹی سروس کے مواقع شامل کریں تو طلبہ میں مثبت رویے فروغ پائیں گے۔[21]

اسلامی نقطۂ نظر سے اخلاق کا دائرہ صرف ذاتی معاملات تک محدود نہیں بلکہ اس میں معاشرتی اور عالمی سطح کے تعلقات بھی شامل ہیں۔ قرآن میں عدل، احسان، صداقت اور صبر جیسے اخلاقی اصولوں کو زندگی کے ہر شعبے میں اپنانے کی تعلیم دی گئی ہے۔ ایک مسلمان طالب علم کے لیے ضروری ہے کہ وہ علم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے کردار سے بھی اسلامی اقدار کی نمائندگی کرے۔ اس ضمن میں اساتذہ کا کردار مرکزی حیثیت رکھتا ہے، کیونکہ ان کی شخصیت اور طرزِ عمل طلبہ کے لیے عملی نمونہ ہوتی ہے۔[22]

جدید تعلیم میں اخلاقی تربیت کا تصور عالمی سطح پر ایک اہم رجحان کے طور پر ابھرا ہے۔ یونیسیف، یونیسکو اور او آئی سی جیسے ادارے تعلیم میں اخلاقی اقدار کے فروغ پر زور دے رہے ہیں تاکہ نسلِ نو میں عالمی امن اور انسانیت کے احترام کا شعور پیدا ہو۔ اسلامی جامعات اس عالمی کوشش میں اہم کردار ادا کر سکتی ہیں بشرطیکہ وہ نصاب کو صرف علمی نہیں بلکہ اخلاقی و روحانی بنیادوں پر استوار کریں۔ اس کے لیے "Character Education Framework" جیسے ماڈلز کو اسلامی تعلیمات کے ساتھ جوڑنا وقت کی ضرورت ہے۔[23]

بین المذاہب تعاون:

بین المذاہب تعاون عصرِ حاضر میں انسانی بقا، امنِ عالم اور سماجی ہم آہنگی کے فروغ کے لیے بنیادی عنصر کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ محض مذہبی مکالمے یا تقاریر تک محدود نہیں بلکہ اس کا دائرہ کار انسانی خدمت، تعلیم، سماجی فلاح اور عالمی یکجہتی کے منصوبوں تک پھیلا ہوا ہے۔ اسلام میں دیگر مذاہب کے ساتھ تعاون کا تصور قرآن و سنت میں واضح طور پر موجود ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

"وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ"[24]

ترجمہ: نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں تعاون کرو، گناہ اور زیادتی میں نہیں۔

اس آیت سے ظاہر ہے کہ اسلام انسانیت کی مشترکہ بھلائی کے کاموں میں مذہب، نسل یا قوم کی تفریق کے بغیر شمولیت کی تعلیم دیتا ہے۔

بین المذاہب تعاون کا ایک عملی نمونہ نبی اکرم ﷺ کی سیرتِ طیبہ میں "میثاقِ مدینہ" کی صورت میں ملتا ہے۔ یہ تاریخِ انسانی کا پہلا تحریری معاہدہ تھا جس میں مسلمانوں، یہودیوں، اور دیگر قبائل کے درمیان باہمی احترام، مذہبی آزادی اور اجتماعی دفاع کے اصول طے کیے گئے۔ یہ معاہدہ آج کے بین المذاہب تعلقات کی بنیاد بن سکتا ہے۔ اس کے مطابق، مختلف مذہبی گروہ ایک ہی ریاست میں پر امن بقائے باہمی کے ساتھ رہ سکتے ہیں، بشرطیکہ عدل، رواداری اور باہمی اعتماد کی فضا قائم رکھی جائے۔[25]

جامعات بین المذاہب تعاون کے فروغ میں نہایت مؤثر کردار ادا کر سکتی ہیں۔ اگر جامعات میں مختلف مذاہب کے طلبہ کو ایک ساتھ فلاحی منصوبوں، مکالمہ جاتی سرگرمیوں اور تحقیقی منصوبوں میں شامل کیا جائے تو باہمی سمجھ بوجھ میں اضافہ ہوتا ہے۔ تعلیم ایک ایسا پلیٹ فارم ہے جہاں مذہبی اور ثقافتی اختلافات کو علمی بنیادوں پر سمجھا جا سکتا ہے۔ اس عمل سے نہ صرف مذہبی تعصب کا خاتمہ ہوتا ہے بلکہ معاشرتی برداشت اور انسان دوستی کے اصول بھی مضبوط ہوتے ہیں۔[26]

بین المذاہب تعاون کے فروغ کے لیے میڈیا اور سوشل میڈیا پلیٹ فارمز بھی مؤثر کردار ادا کر سکتے ہیں۔ اگر دینی جامعات اور بین الاقوامی تعلیمی ادارے مشترکہ طور پر امن، رواداری اور خدمتِ انسانیت پر مبنی آن لائن مہمات چلائیں تو عوامی سطح پر مثبت رجحان پیدا کیا جا سکتا ہے۔ خاص طور پر نوجوان نسل، جو ڈیجیٹل دنیا کی فعال رکن ہے، ایسے منصوبوں کے ذریعے عالمی سطح پر مذہبی ہم آہنگی کا پیغام عام کر سکتی ہے۔[27]

اسلامی نقطۂ نظر سے بین المذاہب تعاون کا مقصد صرف مذہبی رواداری نہیں بلکہ انسانیت کی فلاح ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے عہد میں غیر مسلموں کے ساتھ معاہدات، امدادی اقدامات، اور امان دینے کی مثالیں اسی حقیقت کو ظاہر کرتی ہیں۔ اسلام کے اس رویے نے دنیا کو یہ سبق دیا کہ مذہب انسان کو محدود نہیں کرتا بلکہ

انسانیت کے دائرے میں وسعت بخشتا ہے۔ آج ضرورت ہے کہ جامعات، علماء، اور دانشور اس تصور کو عملی قالب میں ڈھالیں تاکہ عالمی امن کی حقیقی بنیاد رکھی جا سکے۔[28]

تجاویز و سفارشات:

- جامعات کے نصاب میں مذہبی ہم آہنگی، اخلاقیات، بین المذاہب تعلقات اور انسانی حقوق سے متعلق مضامین کو باقاعدہ اور لازمی قرار دیا جائے۔
- اسلامی جامعات میں سیرتِ نبوی ﷺ، میثاقِ مدینہ اور اسلامی اخلاقیات کو عملی مثالوں اور عصری تناظر کے ساتھ پڑھایا جائے۔
- بین المذاہب مکالمے کے فروغ کے لیے جامعات کی سطح پر مشترکہ سیمینارز، ورکشاپس اور مکالماتی نشستوں کا انعقاد کیا جائے۔
- اساتذہ کی پیشہ ورانہ تربیت (Faculty Development) میں برداشت، اعتدال، تنقیدی فکر اور اخلاقی قیادت جیسے موضوعات کو شامل کیا جائے۔
- طلبہ کو سماجی خدمت، کمیونٹی سروس اور فلاحی سرگرمیوں میں مختلف مذہبی پس منظر رکھنے والے افراد کے ساتھ کام کرنے کے مواقع فراہم کیے جائیں۔
- جامعات میں اخلاقی تربیت کو ایک ضمنی مضمون کے بجائے پورے تعلیمی نظام کی بنیادی روح بنایا جائے۔
- سوشل میڈیا اور ڈیجیٹل پلیٹ فارمز کے مثبت استعمال کے لیے جامعات کی جانب سے مذہبی رواداری اور امن پر مبنی آگاہی مہمات چلائی جائیں۔
- مذہبی شدت پسندی کے تدارک کے لیے فکری مباحثوں، تحقیقی مکالموں اور اسلامی تعلیمات کی درست تعبیر کو فروغ دیا جائے۔
- نصاب سازی اور تعلیمی پالیسیوں کی تیاری میں علمائے کرام، ماہرینِ تعلیم، سماجی سائنسدانوں اور پالیسی سازوں کی مشترکہ شمولیت یقینی بنائی جائے۔

- ❖ جامعات کو محض تدریسی اداروں کے بجائے فکری، اخلاقی اور سماجی قیادت کے مراکز کے طور پر فروغ دیا جائے تاکہ مذہبی منافرت کا پائیدار حل ممکن ہو سکے۔
- ❖ جامعات اور مدارس کے درمیان تعلیمی و تحقیقی تعاون کو فروغ دیا جائے تاکہ فکری فاصلے کم ہوں اور اعتدال پسند مذہبی فکر پروان چڑھے۔
- ❖ نصاب میں ایسی تحقیقی اسائنمنٹس شامل کی جائیں جو طلبہ کو مذہبی تنوع اور سماجی ہم آہنگی پر تنقیدی اور تحقیقی سوچ اپنانے کی ترغیب دیں۔
- ❖ جامعات کی سطح پر امن، رواداری اور انسان دوستی کے موضوعات پر سالانہ کانفرنسز اور مکالماتی فورمز منعقد کیے جائیں۔
- ❖ مذہبی اقلیتوں کے حقوق اور تحفظ سے متعلق آگاہی کو تعلیمی اور تربیتی سرگرمیوں کا حصہ بنایا جائے۔
- ❖ جامعات میں تحقیقی جرائد اور اشاعتی منصوبوں کے ذریعے مذہبی ہم آہنگی اور سماجی امن سے متعلق علمی کام کی حوصلہ افزائی کی جائے۔

خلاصہ:

موجودہ دورِ عالمگیریت میں جہاں دنیا ایک "ڈیجیٹل گاؤں" کی شکل اختیار کر چکی ہے، وہیں مذہبی منافرت، انتہاپسندی اور فکری تنگ نظری نے معاشرتی استحکام اور بین الاقوامی امن کو شدید خطرات سے دوچار کر دیا ہے۔ میڈیا، خاص طور پر سوشل میڈیا، نے ایک طرف نظریات کے تبادلے کو آسان بنایا ہے تو دوسری جانب مذہبی جذبات کے اشتعال اور تعصبات کے فروغ میں بھی کردار ادا کیا ہے۔ ایسے حالات میں جامعات کی ذمہ داری دوچند ہو جاتی ہے کہ وہ نہ صرف علمی سطح پر بلکہ اخلاقی و فکری سطح پر بھی رواداری اور ہم آہنگی کو فروغ دیں۔ نوجوان نسل، جو مستقبل کے سماجی و فکری معمار ہیں، انہی اداروں سے تربیت حاصل کرتی ہے۔ اگر جامعات اپنے نصاب، تحقیقی سرگرمیوں، سیمینارز، اور بین المذاہب مکالموں کے ذریعے برداشت، اعتدال اور باہمی احترام کے اصولوں کو فروغ دیں تو یہ مذہبی منافرت کے خاتمے میں ایک مؤثر کردار ادا کر سکتی ہیں۔

جامعات، خصوصاً اسلامی جامعات، کس طرح مذہبی تنوع کو ایک مثبت سماجی حقیقت کے طور پر قبول کر سکتی ہیں۔ اس مطالعے میں مختلف جامعات کے تعلیمی و تربیتی ماڈلز، بین المذاہب مکالماتی پروگرامز اور طلبہ کے کردار کی تشکیل میں نصاب کے اثرات کا تجزیہ کیا گیا ہے۔ اس تحقیق سے یہ نتیجہ اخذ کیا گیا ہے کہ جب جامعات تعلیم کے ساتھ اخلاقی تربیت اور سماجی آگہی پر بھی توجہ دیتی ہیں تو وہ مذہبی ہم آہنگی، قومی یکجہتی اور عالمی امن کے فروغ میں ایک کلیدی کردار ادا کرتی ہیں۔ لہٰذا، مذہبی منافرت کے سدِّباب کے لیے جامعات کو محض تدریسی ادارہ نہیں بلکہ "فکری قیادت" کا مرکز بننا ہو گا۔

حوالاجات

1- سورۃ الکافرون:6

Surah al-Kāfirūn: 6

2- سید ابو الاعلیٰ مودودی، اسلامی تہذیب اور اس کے اصول و مبادی، ترجمان القرآن، لاہور، 2004ء، ص115

Syed Abul Aʿlā Maudūdī, Islāmī Tahzīb aur Us ke Uṣūl o Mabādi, Tarjumān al-Qurʾān, Lahore, 2004, p. 115

3- البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، باب، کتاب الایمان، ترجمہ: محمد محسن خان، ریاض: دارالسلام، 1997ء، رقم الحدیث 13

Al-Bukhārī, Muḥammad bin Ismāʿīl, Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Kitāb al-Īmān, trans. Muḥammad Muḥsin Khān, Riyadh: Dār al-Salām, 1997, Ḥadīth No. 13

4- محمد حمید اللہ، میثاقِ مدینہ اور ریاستِ مدینہ کا نظام، مکتبہ علم و عرفان، لاہور، 2001ء، ص58

Muḥammad Ḥamīdullāh, Mīthāq-e-Madīnah aur Riyāsat-e-Madīnah kā Niẓām, Maktabah ʿIlm o ʿIrfān, Lahore, 2001, p. 58

5- سورہ آل عمران:64

Surah Āl ʿImrān: 64

6- فاروقی، خورشید احمد، اسلام اور بین المذاہب تعلقات، ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، لاہور، 2013ء، ص87

Fārūqī, Khurshīd Aḥmad, Islām aur Bain al-Madhāhib Taʿalluqāt, Idārah Saqāfat-e-Islāmiyyah, Lahore, 2013, p. 87

7- ڈاکٹر محمود احمد غازی، محاضراتِ اسلامیات، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد، 2005ء، ص221

Dr. Maḥmūd Aḥmad Ghāzī, Muḥāḍarāt-e-Islāmiyyāt, International Islamic University Islamabad, 2005, p. 221

8- سورۃ البقرۃ:143

Surah al-Baqarah: 143

9- Kerr, Clark. The Uses of the University. Harvard University Press, 2001.

10- مفتی تقی عثمانی، اسلام اور عصرِ حاضر کے مسائل، مکتبہ معارف القرآن، کراچی، 2016ء، ص142

Mufti Taqi Usmani, Islam aur ʻAsr-e-Ḥāzir ke Masāʼil, Maktabah Maʻārif al-Qurʼān, Karachi, 2016, p. 142

11- سورۃ المجادلہ:11

Surah al-Mujādilah: 11

12- سید ابو الاعلیٰ مودودی، اسلامی تہذیب اور اس کے اصول و مبادی، ترجمان القرآن، لاہور، 2004ء، ص113

Syed Abul Aʻlā Maududi, Islami Tahzib aur Us ke Usul o Mabadi, Tarjuman al-Qur'an, Lahore, 2004, p. 113

[13]-ابن ماجہ، محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، کتاب السنہ، باب فضل العلماء، رقم الحدیث 224۔ بیروت: دارالفکر، 1998

Ibn Majah, Muhammad bin Yazid, Sunan Ibn Majah, Kitab al-Sunnah, Bab Fadl al-'Ulama, Hadith No. 224, Beirut: Dar al-Fikr, 1998

[14]-ڈاکٹر محمود احمد غازی، محاضراتِ اسلامیات، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد، 2005ء، ص218

Dr. Mahmood Ahmad Ghazi, Muhadarat-e-Islamiyat, International Islamic University, Islamabad, 2005, p. 218

[15]-Ornstein, Allan C. & Hunkins, Francis P., Curriculum: Foundations, Principles, and Issues, Pearson, 2018, p. 64

[16]- محمد حمید اللہ، میثاقِ مدینہ اور ریاستِ مدینہ کا نظام، مکتبہ علم و عرفان، لاہور، 2001ء، ص56

Muhammad Hamidullah, Mithaq-e-Madinah aur Riyasat-e-Madinah ka Nizam, Maktabah 'Ilm o 'Irfan, Lahore, 2001, p. 56

[17]- Kerr, Clark, The Uses of the University, Harvard University Press, 2001, p. 92

[18]- سورۃ الحجرات:49

Surah al-Hujurat: 49

[19]- نصر فاروق، اسلامی اخلاقیات اور تعلیم کا نظام، مکتبہ علم و دانش، لاہور، 2015ء، ص95

Nasr Farooq, Islami Akhlaqiyat aur Taleem ka Nizam, Maktabah 'Ilm o Danish, Lahore, 2015, p. 95

[20]- امام غزالی، احیاء علوم الدین، دارالکتب العربی، بیروت، 2002ء، جلد3، ص214

Imam Ghazali, Ihya' 'Ulum al-Din, Dar al-Kutub al-'Arabi, Beirut, 2002, Vol. 3, p. 214

[21]-Lickona, Thomas, Educating for Character: How Our Schools Can Teach Respect and Responsibility, Bantam Books, 1991, p. 48

[22]-ڈاکٹر محمد رفیع الدین، اسلامی تعلیمات اور انسانی اخلاق، ادارہ فکرِ جدید، لاہور، 2012ء، ص133

Dr. Muhammad Rafi' al-Din, Islami Taleemat aur Insani Akhlaq, Idarah Fikr-e-Jadid, Lahore, 2012, p. 133

[23]-Arthur, James, Kristjánsson, Kristján, et al., The Routledge International Handbook of Education, Religion and Values, Routledge, 2013, p. 211

[24]- سورۃ المائدہ:2

Surah al-Ma'idah: 2

[25]-ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، دارالکتب العربی، بیروت، 1990ء، ج1، ص502

Ibn Hisham, Al-Sirah al-Nabawiyyah, Dar al-Kutub al-'Arabi, Beirut, 1990, Vol. 1, p. 502

[26]-Patel, Eboo. Interfaith Leadership: A Primer. Beacon Press, 2016, p. 45

[27]-Eck, Diana L. A New Religious America: How a "Christian Country" Has Become the World's Most Religiously Diverse Nation. HarperCollins, 2001, p. 98

[28]-ڈاکٹر محمود احمد غازی، محاضراتِ بین المذاہب تعلقات، ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، اسلام آباد، 2008ء، ص112

Dr. Mahmood Ahmad Ghazi**,** Muhadarat-e-Bain al-Madhahib Ta'alluqaat, Idarah Tahqiqat-e-Islami, Islamabad, 2008, p. 112